روٹی کی تلاش میں تھااور اس کے لیے میں بیڈ گاؤں کو گیا۔ وہاں مجھے سوزن کاری کا کام ملا۔ میں کام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا۔ میرا مالک مجھ سے بہت خوش ہوا۔ مجھ سے پہلے وہاں تین لڑکے کام کرتے تھے۔ پہلے کو 50 دوسرے کو 100 اور تیسرے کو 150 روپے اجرت ملتی تھی اور مجھے ان تینوں کی اجرت سے دوگنی اجرت یعنی 600 روپے دیئے گئے۔ میری ہوشیاری کو دیکھتے ہوئے میرا مالک مجھے پسند کرنے کے ساتھ ساتھ میری تعریف کرنے لگا اور اس نے انعام کیطور پر مجھے پورا ایک جوڑا لباس کا دیا جس میں سر کے لیے پگڑی اور جسم کے لیے دوسرے کپڑے شامل تھے۔ میں نے یہ کپڑے استعمال کیے بغیر سنبھال کے رکھے۔ میں نے سوچا کہ انسان چاہے کچھ بھی دے وہ زیادہ دیر نہیں چلتا اور ہمیشہ نامکمل ہوتا ہے اور جو میرا سرکار یعنی خدا دیتا ہے وہ زندگی بھر ساتھ دیتا ہے۔ اس کے تحفے کا مقابلہ انسان کے دیے کسی تحفے سے نہیں کیا جاسکتا۔ میرا سرکار یعنی خدا کہتا ہے "لے جاؤ" لیکن ہر آدمی جو میرے پاس آتا ہے "دے دو" کہتا ہے۔ کوئی بھی آدمی اس طرف دھیان نہیں دیتا جو میں کہتا ہوں۔ میرے سرکار یعنی خدا کا خزانہ بھرا ہوا ہے بلکہ چھلک رہا ہے۔ کھودو اور اس دولت کو بگھیوں میں بھر کر لے جاؤ۔ سچی ماں کے خوش نصیب بیٹے کو چاہئیے کہ خود کو اس دولت سے مالا مال کرلے۔ میرے فقیر کا ہنر میرے بھگوان کی لیلا اور میرے سرکار کا میلان طبع لاثانی ہے۔ میرا کیا؟ میرا جسم جو مٹی کا بنا ہے مٹی میں مل جائے گا، سانس ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔ یہ وقت پھر دوبارہ نہیں آئے گا۔ میں جاتا کہیں ہوں۔ بیٹھتا کہیں ہوں لیکن مایا مجھے بہت پریشان کرتی ہے۔ اس کے باوجود میں اپنے انسانوں کے لیے دکھی ہوتا ہوں۔ جو شخص بھی کوئی روحانی کام کرتا ہے وہ اس کا پھل پائے گا اور وہ جو میرے ان الفاظ کو یاد رکھے گا اس کو بیش قیمت مسرت حاصل ہوگی۔

یاخوراک کی کمی ہو تو ہم کن آنکھوں سے خدا کو دیکھیں گے اور کس زبان سے اس کی عظمت کو بیان کریں گے اور کن کانوں سے اس کو سنیں گے۔ مختصر یہ کہ جب ہمارے سارے اعضا کو مناسب خوراک ملتی ہے اور وہ صحت مند ہوتے تب ہی ہم پوری لگن سے سادھنا کر کے خدا کو پا سکتے ہیں۔ چناں چہ نہ تو فاقہ کشی اور نہ ضرورت سے زیادہ ہی کھانا اچھا ہے۔ خوراک میں اعتدال ہی جسم اور من دونوں کے لیے صحت بخش ہے۔

محترمہ کاشی بائی کانٹیکر بابا کی بھگت تھی۔ اُن کا تعارفی خط لے کر مسز گوکھلے نام کی ایک خاتون دادا کلیکر کے پاس شرڈی آئی۔ وہ یہ ارادہ کر کے آئی کہ وہ بابا کے قدموں میں بیٹھ کر تین دن تک فاقہ کشی کرے گی۔ اس سے ایک دن پہلے بابا نے دادا کیلکر سے کہا کہ وہ اپنے بچوں کو ہولی کی چھٹیوں کے دوران فاقہ کشی نہیں کرنے دے اور اگر ان کو بھوکے رہنا ہے تو پھر ان کی (بابا کی) وہاں موجودگی کے کیا معنی ہیں۔ دوسرے دن جب وہ خاتون دادا کیلکر کو لے کر بابا کے قدموں میں بیٹھی بابا نے یکدم اس سے کہا۔ ”فاقہ کشی کی کیا ضرورت ہے۔ دادا بھٹ کے گھر پر جا کر پورن پولی تیار کر کے خود بھی کھاؤ اور اس کے بچوں کو بھی کھلاؤ“۔ ہولی کی چھٹیاں چل رہی تھیں۔ مسز کیلکر کو اُن دنوں حالتِ حیض میں تھی اور وہاں روٹی بنانے والا کوئی نہ تھا۔ اس لیے بابا کی نصیحت وقت کی نازکی کے عین مطابق تھی۔ چناں چہ مسز گوکھلے کو دادا بھٹ کے گھر جانا پڑا اور اس نے وہ چیز بنائی جو کہا گیا تھا۔ اس نے اس روز پوریاں بنائی خود بھی کھائی دوسروں کو بھی کھلائی۔ یہ کتنی اچھی کہانی ہے اور کتنا اچھا اس کا مطلب ہے کہ بابا نے کس طرح مسز گھوکھلے کو فاقہ کشی سے راحت دلائی اور مسز کیلکر کا ہاتھ بٹایا۔

باباکاسرکار

بابا نے اپنے لڑکپن کی ایک کہانی اس طرح بیان کی: ”جب میں چھوٹا تھا۔ میں

نوازی کی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ انھیں دکھ اٹھانا پڑا اور یہ کہ گورو کے بغیر گیان حاصل کرنا ناممکن تھا" تیتریہ اپنشد " ماں باپ گورو یا استاد کی عزت اور عبادت کرنے اور مقدس کتابوں کا مطالعہ کرنے پر زور دیتا ہے۔ یہ ہمارے من کو پاک کرنے کے ذریعے ہیں اور جب تک طہارت و پاکی کا کام مکمل نہیں ہوتا، عرفان ذات ممکن نہیں ہے۔ نہ تو حواس نہ من اور ذہانت ذات پہنچ سکتے ہیں۔ اس معاملے میں ثبوت کے وسائل جیسے ادارک اور نتیجہ ہمارے کسی کام نہیں آسکتے۔ یہ صرف گورو کی مہربانی ہے جو معنی رکھتی ہے۔ زندگی کے یہ مقاصد جیسے دھرم ارتھ اور کام تو ہم اپنی کوشش سے کر سکتے ہیں لیکن چوتھا مقصد موکش یعنی نجات صرف گورو کی مدد سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

شری سائی کے دربار میں بہت سی شخصیات نمودار ہو کر اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ مثلاً نجومی آکر اپنی پیشن گوئی کرتے ہیں۔ شہزادے اور شرفاء ادنیٰ اور غریب انسان، سنیاسی، یوگی، گانے والے اور دوسرے درشن کرنے کے لیے آتے ہیں۔ مہتر بھی آتا ہے اور بابا کے سامنے جھک کر کہتا ہے کہ سائی ہی ماں باپ ہے جو ہمیں بار بار جنم لینے اور مرنے کے چکر سے نجات دلائے گا۔ بہت سے دوسرے جیسے بازی گر، بھگتی کے گیت گانے والے گونڈھالی، اندھے اور لنگڑے ناتھ پنتھی، ناچنے اور دوسرے کرتب دکھانے والے یہاں آتے ہیں جن کا مناسب طور سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ اپنے وقت پر وہ بنجارہ بھی وہاں آیا اور وہ کام کر گیا جو اسے سونپا گیا تھا۔

مسز گھوکھلے اور فاقہ کشی

بابا نہ تو خود کبھی روزہ وغیرہ رکھتے اور نہ دوسروں کو ایسا کرنے دیتے تھے۔ فاقہ کرنے والے کا من کبھی آرام و سکون سے نہیں رہتا۔ پھر وہ زندگی کا مقصد کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کو خالی پیٹ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہمارے پیٹ میں کھانے

دیانتداری کی ڈھینگیں مارتا ہے۔ وہ اپنے تقدیس اور پاکی کا دکھاوا کرتا ہے۔ لیکن وہ اندر سے نرم دل نہیں ہوتا۔ وہ بہت بولتا اور اپنی ہی تعریف کرتا ہے لیکن اس کے الفاظ بھگتوں کو متاثر نہیں کرتے اور نہ ان سے ان کی تشفی ہوتی ہے۔ جہاں تک ذات کے عرفان کا تعلق ہے وہ اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے اسکول بھگتوں کے لیے کیوں کر مفید ہو سکتے ہیں۔ اور وہاں ان کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اوپر جس گورو کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل مختلف قسم کا تھا۔ ان کی وجہ سے مجھے عرفانِ ذات کی روشنی بغیر محنت و سعی کے حاصل ہوئی۔ مجھے کچھ بھی مانگنا نہ پڑا پر مجھ پر ہر چیز دن کی روشنی کی طرح عیاں ہو گئی۔ گورو ہی جانتا ہے کہ شکوک و شبہات کو کس طرح الٹ پلٹ کیا جا سکتا ہے اور سر نیچے اور پاؤں اوپر کر کے کس طرح مسرت حاصل کی جا سکتی ہے۔

"ہم چار میں سے ایک تھا جو صرف کرم کانڈی (ماہر رسوم) تھا اور جانتا تھا کہ کس طرح رسومات کو ادا کیا جا سکتا ہے اور ان سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔ دوسرا گیانی تھا جو علم کے غرور سے پھولا ہوا تھا اور تیسرا ایک بھگت تھا جس نے یہ سوچتے ہوئے کہ وہی سب کچھ کرنے والا ہے پوری طرح خود کو بھگوان کے لیے وقف کر دیا تھا۔ جب وہ گفتگو کر رہے تھے تو خدا کے بارے میں سوال سامنے آ گیا اور اپنے علم پر بھروسا کرتے ہوئے اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

سائی بابا جو مجسم غیر جانبداری اور شعور تھے بھی ان چاروں میں شامل تھے۔ خود مجسم برہم ہونے کی وجہ سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے ان میں شامل ہو کر کیوں بیوقوفوں جیسی حرکات کیں؟ انھوں نے یہ سب کچھ لوگوں کی بھلائی اور ایک ایسی مثال قائم کرنے کے لیے کیا تاکہ وہ اس پر چل سکیں۔ گو وہ خود ایک اوتار تھے۔ انھوں نے چھوٹی ذات والے ایک بنجارے سے کھانا لے کر اس یقین کے ساتھ اس کا احترام کیا کہ رزق ہی برہم ہے اس سے انھوں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ جنھوں نے اس کی مہمان

تھایا جو میرے منہ میں نہیں جا سکتا تھا۔ مجھے اس طرح لٹکا کر وہ چلا گیا کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کدھر گیا ہے۔ چار پانچ گھنٹوں کے بعد وہ لوٹا اور مجھے فوراً چھڑاتے ہوئے پوچھنے لگا:۔

''تمہارا کیا حال ہے؟''

''میں تو بہت مزے میں ہوں۔ بھلا میرے جیسا بیوقوف اس خوشی کو کیسے بیان کر سکتا ہے جس کا تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے''۔ میں نے جواب دیا۔ میرا جواب سن کر گوروجی مجھ سے بہت خوش ہوئے۔ مجھے قریب کھینچا اور میرے جسم کو ہاتھ سے تھپتھپاتے ہوئے مجھے اسی طرح اپنے ساتھ لگائے رکھا۔ انھوں نے میرا اسی طرح خیال رکھا جس طرح کوئی پنچھی ماں اپنے بچوں کا خیال رکھتی ہے۔ انھوں نے مجھے اپنے اسکول میں داخل کیا۔ ان کا اسکول کتنا خوبصورت تھا۔ وہاں میں اپنے ماں باپ کو بھول گیا۔ میرے سارے تعلقات منقطع ہو گئے اور مجھے آسانی سے آزادی نصیب ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ میں ان کو گلے سے لگا کر ہمیشہ تکتا رہوں۔ اگر ان کی تصویر میری پلکوں میں محفوظ نہ ہو سکے تو میں چاہوں گا کہ اندھا ہو جاؤں۔ یہ ایسا اسکول تھا۔ ایک بار اس میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ میرے گورو ہی میرے لیے سب کچھ بن گئے، میرا گھر اور میری جائیداد، ماں باپ اور سب کچھ۔ میرے حواس نے اپنی جگہیں چھوڑ دی اور وہ میری آنکھوں میں مرکوز ہو گئے اور میری نظر انھیں کو مرکز و محور بنائے ہوئے تھی۔ میرا گورو ایسا تھا جو میرے دھیان کا مرکز تھا اور مجھے کسی کا ادراک نہ تھا۔ ان کے بارے میں سوچتے ہوئے میرا من اور ذہانت دونوں حیران تھے۔ چناں چہ مجھے خاموش رہنا اور چپ چاپ رہتے ہوئے ان کے آگے جھکنا پڑا۔

''یہاں دوسرے ایسے اسکول بھی ہیں جہاں آپ کو بالکل مختلف نظارہ دکھائی دے گا۔ بھگت وہاں علم حاصل کرنے کے لیے جاتے اور پیسا محنت اور وقت صرف کرتے ہیں لیکن بالآخر انھیں افسوس کرنا یا پچھتانا پڑتا ہے۔ وہاں کا گورو اپنے خفیہ علم اور

کھانے کی میری پیش کش کو نہ ٹھکراؤ۔ پروسی ہوئی تھالی کو دھکا نہیں دینا چاہیے۔روٹی اور خوراک کی پیش کش کو کامیابی کی نیک فال تصور کرنا چاہیے"۔یہ کہہ کر اس نے ایک بار پھر ہمیں کھانے کی پیش کش کی اور ہمیں مطمئن رہنے اور صبر کرنے کی تلقین کی۔

ایک بار پھر ہم نے اس اچھی مہمان نوازی کو پسند نہیں کیا اور اس کی پیش کش کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ بغیر کسی تلاش کے اور بنا کھانا کھائے تینوں چلنے لگے۔ ہم اتنے ضدی تھے۔ مجھے بھوک اور پیاس لگی ہوئی تھی۔ بیوپاری کی غیر معمولی محبت کو دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ ہم اپنے آپ کو بڑا پڑھا لکھا سمجھ رہے تھے لیکن رحم مہربانی سے قطعی نابلد تھے۔ بنجارہ بالکل ان پڑھ اور نچلی ذات سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے باوجود اس کے دل میں محبت تھی اور وہ ہمیں کھانا کھانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اس طرح جو شخص بغیر کسی ذاتی مفاد کے دوسروں سے محبت کرتا ہے وہی صحیح معنوں میں پڑھا لکھا اور روشن دماغ ہے۔ چناں چہ میں نے سوچا کہ اس کہ مہمان نوازی کو قبول کرنا علم حاصل کرنے کا بہترین طریقہ تھا۔ چناں چہ میں نے بڑے ادب سے روٹی کا ٹکڑا قبول کر لیا جو مجھے پیش کیا گیا تھا۔ میں نے اسے کھا کر پانی بھی پیا۔

'تب گورو یکدم ہمارے سامنے آکر کھڑے ہو گئے "جھگڑا کس کے بارے میں تھا" انھوں نے پوچھا۔ چناں چہ میں نے انھیں وہ سب کچھ بتادیا جو واقع ہوا تھا۔ تب انھوں نے کہا" کیا تم میرے ساتھ آنا پسند کروگے۔ میں تمہیں بتاؤں گا تم کیا چاہتے ہو۔ لیکن کامیابی صرف اسی کو حاصل ہوگی جو میری باتوں پر یقین رکھتا ہے" دوسروں نے اس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن میں نے ادب کے ساتھ اس کے سامنے جھک کر اس کی باتوں کو قبول کر لیا۔ تب وہ مجھے ایک کنویں پر لے گئے۔ انھوں نے میرے پاؤں رسی سے باندھ کر مجھے کنویں کے پاس کے درخت پر الٹا لٹکایا۔ میں پانی سے تین فٹ اوپر لٹکا ہوا تھا۔ جس کو میں اپنے ہاتھوں سے نہیں چھو سکتا

اعتقاد ضروری ہے۔ اس طرح بحث مباحثہ کرتے ہوئے ہم چار نے جنگل میں خدا کی تلاش میں بھٹکنا شروع کیا۔ ہم میں سے تین کی خواہش تھی کہ اپنی آزاد ذہانت جس کی مدد کوئی اور نہ کر رہا ہو سے کریں۔ راستے میں ہمیں ایک بنجارہ ملا جس نے ہم سے پوچھا :"اس وقت بڑی گرمی ہے۔ آپ لوگ کہاں اور کتنی دور تک جا رہے ہو""" جنگلوں کی خاک چھاننے کے لیے" ہم نے جواب دیا اس نے پھر پوچھا۔

"آپ لوگ کس کو تلاش کر رہے ہو؟" ہم نے اسے ٹرکھانے والا جواب دیا۔ یہ جان کر کہ ہم لوگ بلا مقصد بھٹک رہے ہیں وہ بڑے ہمدردانہ انداز میں بولا:

"جنگلوں کے بارے میں پوری جانکاری حاصل کیے بغیر ان میں نہیں بھٹکنا چاہیے۔ تم اس گرم دوپہر میں کیوں فضول یہ تکلیف اٹھا رہے ہو۔ تم چاہے مجھے اس تلاش کے اپنے خفیہ مقصد سے آگاہ نہ کرو پھر بھی تھوڑی دیر بیٹھ کر روٹی پانی سے لطف اٹھاتے ہوئے ستالو اور پھر چلے جاؤ۔ ہمیشہ صبر سے کام لو" اس نے اگرچہ بڑے نرم لہجے میں ہم سے بات کی پر ہم نے اس کی التجا کو نظر انداز کرتے ہوئے سفر جاری رکھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم اپنے وجود میں مکمل ہیں اور ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ جنگل بڑے وسیع تھے۔ وہاں کوئی راستہ بھی نہ تھا۔ بلند و بالا پیڑ اس حد تک قریب قریب اُگے ہوئے تھے کہ سورج کی کرنیں بھی اُن سے گزر نہ سکتی تھیں۔ چناں چہ ہم راستا بھول گئے اور بڑی حد تک ادھر اُدھر بھٹکتے رہے۔ یہ قسمت ہی کی وجہ سے تھا کہ بالآخر ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا۔ وہ بنجارہ ایک بار پھر ہمیں ملا، جو اس طرح ہم سے مخاطب ہوا۔

"اپنی چالاکی پر تکیہ کرتے ہوئے تم راستہ بھول گئے۔ چھوٹے اور بڑے معاملات میں صحیح راستہ دکھانے کے لیے ایک رہبر ہمیشہ ضروری ہوتا ہے اور کوئی بھی تلاش خالی پیٹ کامیابی سے نہیں کی جاسکتی۔ جب تک خدا نہ چاہے ہمیں راستے میں کوئی نہیں ملتا۔

کرنے کے بعد واپسی کے سارے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ اس راہ پر چلنے کے لیے ایک اچھے رہبر یعنی گورو کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ وہ چاہے کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو، ویدوں اور ویدک لٹریچر کو چاہے اس نے کتنا ہی کیوں نہ پڑھا ہو وہ اپنی منزل مقصود تک بہ حفاظت نہیں پہنچ سکتا اگر اسے گورو یا رہبر کی مدد حاصل نہیں ہے اور اگر گورو صحیح راستہ دکھاتا ہے تو وہ راہ کے گڑھوں اور خونخوار جانوروں سے بچ جائے گا اور آسانی سے اپنی منزل کو پالے گا۔

اس معاملے میں بابا کا تجربہ جو اس کہانی سے واضح ہوتا ہے جس کو بابا نے خود بیان کیا بہت ہی عجیب و غریب ہے جس کو سن کر آپ کے یقین، اعتقاد، لگن اور بالآخر نجات کو تقویت ملے گی۔

تلاش

"ایک دفعہ ہم چار ساتھی مذہبی اور دوسری کتابیں پڑھ رہے تھے۔ اس طرح نئے ادراک و شعور کو پانے کے بعد ہم نے برہم (خدا مطلق) کی فطرت کے بارے میں بحث کرنا شروع کی۔ ہم میں سے ایک نے کہا کہ "ہمیں اپنے عرفان کو ذات الٰہی کو مدد سے بلند کرنا چاہیئے اور دوسروں پر تکیہ نہ کرنا چاہیئے" اس پر دوسرے نے جواب دیا: کہ جو شخص اپنے فن پر قابو پالیتا ہے اسے ابدی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ہمیں خیالات و تصورات سے آزاد ہونا چاہیئے اور اس دنیا میں ہمارے بغیر اور کچھ بھی نہیں ہے" تیسرے نے کہا کہ دنیا میں فرق کرنا چاہیئے اور چوتھے (بابا) نے کہا کہ کتابی علم بے کار ہے۔ پھر اضافہ کرتے ہوئے مزید کہا آؤ ہم اپنے فرائض پورے کریں اور اپنے جسم، من اور اپنے پانچ حواس کو گورو کے قدموں میں ڈال دیں۔ گورو خدا ہے جو ہر شئے پر محیط ہے، ہر شے میں موجود ہے۔ اس یقین تک رسائل حاصل کرنے کے لیے مضبوط اور غیر محدود

پچیسواں باب

گورو اور خدا کی تلاش، فاقہ کشی کی نامنظوری

اس باب میں ہیماڈ پنت دو مضامین کا بیان کرتا ہے (1) بابا کس طرح جنگلوں میں اپنے گورو سے ملے اور اس کی وساطت سے خدا سے اور (2) کس طرح بابا نے ایک خاتون مسز گوکھلے جس نے تین دن تک فاقہ کشی یا روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا کو پورن پولی کھانے کے لیے تیار کیا۔

یہ دنیا ایک الٹے کھڑے پیڑ کی مانند ہے

ابتدائیہ

ابتدا میں ہیماڈ پنت اس دنیا کی وضاحت برگد کے پیڑ کی تمثیل دے کر کرتا ہے۔ گیتا کی زبان میں یہ دنیا ایک الٹے کھڑے پیڑ کی مانند ہے جس کی جڑیں اوپر اور ٹہنیاں نیچے پھیلی ہوئی ہیں جن کی پرورش و پرداخت آدمی کی خصوصیات یا گن کرتے ہیں اس کی کلیاں یا خوشے دراصل ہمارے حواس کی منزل یا مقصد ہیں۔ اس کی جڑیں جو اعمال کی شکل میں منتج ہوتی ہیں انسانوں کی اس دنیا میں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ اس کی شکل و شباہت نہ اس کا آغاز و انجام اس دنیا میں معلوم ہو سکتا ہے نہ وہ امدادی عناصر معلوم ہو سکتے ہیں جن پر اس کا انحصار ہوتا ہے۔ برگد کے اس پیڑ کو لاتعلقی کے تیز دھار آلے کی مدد سے مضبوط جڑوں سے کاٹنے کے بعد انسان کو اس راستے کو تلاش کرنا چاہئیے جس کو عبور